حب الوطن اور عقیدۂ توحید کا تقاضہ
(مسئلہ وندے ماترم کے تناظر میں)

مسجد رحیم و صُغری، اے سی گارڈ، حیدر آباد

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

إِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا.

(النساء:48)

اسلام اور عقیدہ توحید کی حساسیت

آج کا موضوع انتہائی اہمیت کا حامل ہے، جس کا تعلق براہ راست ہمارے ایمان اور ہماری شہریت دونوں سے ہے۔ آج کل ملک کی فضاؤں میں ایک بار پھر "وندے ماترم" کے مسئلے کو ہوا دی جا رہی ہے اور مسلمانوں کی حب الوطنی کو اس گیت کے گانے یا نہ گانے سے جوڑا جا رہا ہے۔

اس سے پہلے کہ ہم اس سیاسی شور شرابے پر بات کریں، ہمیں بحیثیت مسلمان اپنی بنیاد کو سمجھنا ہوگا۔ اسلام کی عمارت جس بنیاد پر کھڑی ہے وہ "توحید" ہے۔ توحید کا مطلب ہے اللہ کو اپنی ذات، صفات اور عبادت میں یکتا ماننا۔

توحید کے لیے اللہ تعالی نے انسان اور جنات کو پیدا فرمایا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ میں نے جنات اورانسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔(الذاریات 56)

اللہ اس کائنات کو توحید پر پیدا فرمایا چنانچہ کائنات کی ہر چیز توحید کا نغمہ گنگناتی ہے۔ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ ۚ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿٤٤﴾ ساتوں آسمان اور زمین اور جو بھی ان میں ہے اسی کی تسبیح کر رہے ہیں۔ایسی کوئی چیز

نہیں جو اسے پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو۔ہاں یہ صحیح ہے کہ تم اس کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے۔وہ بڑا بردبار اور بخشنے والا ہے۔(الاسراء44)

تمام انبیاء ورسل کو اسی توحید کے پیغام کو دیکر اسے عام کرنے بھیجا۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۖ... ﴿٣٦﴾ ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔۔(النحل36)

قرآن مجید کی ہر آیت اور ہر لفظ توحید کا پیغام دیتا ہے۔

دنیا و آخرت کی کامیابی اسی توحید پر ہے۔

جبکہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے، سب سے بڑا ظلم ہے، سب سے بڑی بددیانتی ہے۔(جس کے تعلق سے تفصیلی خطبہ آپ تمام نے پچھلے خطبہ جمعہ میں سماعت فرمایا ہے، یہاں دوبارہ اس کی تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں)بس اتنا یاد رکھیے کہ جس کی وفات شرک پر ہوئی وہ دنیا اور آخرت میں خسارہ اٹھانے والا ہے اور اس کی نجات ناممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دوٹوک اعلان فرمادیا کہ وہ ہر گناہ معاف کرسکتا ہے لیکن شرک کو معاف نہیں کرے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا. یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے، اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔ **(النساء:48)**

مسئلۂ توحید کی نزاکت

اسلام میں توحید کی نزاکت اتنی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے شرکِ خفی (چھپے ہوئے شرک) سے بھی پناہ مانگی ہے۔

آپ ﷺ کے سامنے ایک شخص نے کہا: "ماشاء اللہ و شئت" (جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں)۔ تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا، آپ نے فوراً ٹوکا۔

حدیث کے الفاظ ہیں: أَجَعَلْتَنِي لِلّٰهِ نِدًّا؟ بَلْ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ. کیا تم نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا؟ بلکہ (کہو) جو اکیلا اللہ چاہے۔ (مسند أحمد)

جب زبان سے نکلے ہوئے ایک جملے پر — جس میں بظاہر نیت بھی بری نہیں تھی — نبی کریم ﷺ نے اتنی سختی فرمائی، تو آج ہم ایسے کلمات کیسے ادا کر سکتے ہیں جو صریحاً اللہ کے سوا کسی اور کی پوجا/عبادت کا اعلان کرتے ہوں؟

اسی طرح کسی مخلوق کی قسم کھانے سے روکا گیا ہے۔

مسلمان اور حب الوطن (محبت اور پوجا کا فرق)

حضرات! یہاں ایک بہت بڑی غلط فہمی پیدا کی جاتی ہے کہ مسلمان "وندے ماترم" نہیں گاتا تو شاید وہ ملک سے محبت نہیں کرتا۔ یہ بات عقل اور انصاف دونوں کے خلاف ہے۔

ہمیں اس بات کو بہت سنجیدگی اور وقار کے ساتھ سمجھانا ہے: "محبت اور چیز ہے، عبادت اور چیز ہے۔"

مسلمان اپنے وطن سے محبت کرتا ہے، یہ ایک فطری جذبہ ہے۔ سیرت طیبہ سے ہمیں اس کی بہترین مثالیں ملتی ہیں۔

پہلی وحی کے نزول کے بعد نبی اکرم ﷺ پر شدید ہیبت اور خوف طاری ہوا، اور آپ ﷺ اس واقعے کی حقیقت اور ماہیت کے بارے میں مزید یقین و اطمینان چاہتے تھے؛ اسی لیے آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مشورے سے ورقہ بن نوفل کے پاس تشریف لے گئے، کیونکہ وہ اس زمانے میں آسمانی کتابوں کے علم رکھنے والے اور سچے اہلِ علم میں سے تھے۔ جب ورقہ نے پہلی وحی کا واقعہ سنا تو اس نے آپ ﷺ کو بتایا کہ یہ وہی ناموسِ اکبر (جبرائیل علیہ السلام) ہیں جو موسیٰ اور دیگر انبیاء کے پاس آیا کرتے تھے۔ پھر اس نے یہ بھی کہا کہ آپ کی قوم آپ کی تکذیب

کرے گی، مگر آپ ﷺ خاموش رہے۔اس نے بتایا کہ آپ کی قوم آپ کو اذیت و تکلیف میں مبتلا کرے گی، تب بھی آپ ﷺ نے کچھ نہ فرمایا۔لیکن جب اس نے کہا کہ آپ کو آپ کے وطن سے نکال دیا جائے گا، تو آپ ﷺ نے فوراً تعجب سے پوچھا: «أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ؟» کیا وہ مجھے میرے وطن سے نکال دیں گے؟ اس پر امام سہیلی فرماتے ہیں: فَفِي هٰذَا دَلِيلٌ عَلَى حُبِّ الْوَطَنِ وَشِدَّةِ مُفَارَقَتِهِ عَلَى النَّفْسِ، یعنی اس واقعہ سے وطن کی محبت اور اس سے جدائی کی شدتِ تکلیف پر واضح دلیل ملتی ہے۔ (الروض الأنف، للسهيلي، ج 2، ص 421)

جب نبی کریم ﷺ کو مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنی پڑی، تو آپ ﷺ نے مکہ کی طرف رخ کر کے فرمایا تھا: مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ، وَأَحَبَّكِ إِلَيَّ، وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُونِي مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ. تو کتنا پاکیزہ شہر ہے اور مجھے کتنا محبوب ہے! اگر میری قوم مجھے یہاں سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کہیں اور سکونت اختیار نہ کرتا۔ (سنن الترمذي:3926)

سفر سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ کا مدینہ منورہ کی حدود نظر آتے ہی اپنی سواری کو تیز کر دینا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو اپنے وطنِ عزیز مدینہ سے غیر معمولی محبت تھی۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ إِلَى جُدُرَاتِ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ، وَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا. ”جب آپ ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے اور مدینہ کی دیواریں دیکھتے تو اپنی سواری کو تیز کر دیتے، اور اگر کسی جانور پر سوار ہوتے تو اس کی محبت میں اسے ایڑ لگا کر تیز کرتے۔“ (بخاری، رقم: 1787)

اس حدیث میں واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کی محبت میں جلدی فرماتے تھے۔حافظ ابن حجر عسقلانی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: وَفِي الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ عَلَى فَضْلِ الْمَدِينَةِ، وَعَلَى مَشْرُوعِيَّةِ

حُبِّ الْوَطَنِ وَالْحَنِيْنِ إِلَيْهِ. ''یہ حدیث مدینہ کی فضیلت اور وطن سے محبت کے جائز اور مشروع ہونے پر دلالت کرتی ہے۔'' (فتح الباری، 3: 621)

یہ احادیث گواہ ہیں کہ وطن کی مٹی سے محبت، وہاں کے در و دیوار سے انسیت پیغمبروں کی سنت ہے۔ ہندوستان ہمارا وطن ہے، ہمارے بزرگوں نے اسے اپنے خون سے سینچا ہے۔ ہمیں اس کی ترقی، اس کی حفاظت اور اس کی سلامتی اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے۔

لیکن!

محبت کا تقاضا یہ ہرگز نہیں ہے کہ ہم محبوب کی پوجا شروع کر دیں۔

میں ایک سادہ سی مثال دیتا ہوں، جو ہر ذی شعور انسان سمجھ سکتا ہے۔ ہم اپنے والدین کی عزت کرتے ہیں، ان سے بے پناہ محبت کرتے ہیں، ان کے لیے جان بھی دے سکتے ہیں۔ لیکن کیا والدین کی محبت میں ہم ان کے آگے سجدہ کر سکتے ہیں؟ کیا ہم انہیں "الٰہ" (معبود) کہہ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

نبی کریم ﷺ کو سجدہ کی ممانعت (عقیدہ توحید کا مظہر): ''حضرات! والدین کی مثال تو ایک عام فہم بات تھی، آیئے میں آپ کو اس سے بھی بڑی اور مقدس مثال دیتا ہوں جس سے مسلمانوں کے عقیدے کی نزاکت سمجھ میں آجائے گی۔

اس کائنات میں اللہ کے بعد اگر کوئی سب سے زیادہ معزز، سب سے زیادہ محترم اور سب سے زیادہ مقدس ہستی ہے، تو وہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ بابرکت ہے۔

یا صاحب الجمال ویا سید البشر

مِنْ وَّجھك المنیر لقد نوَّرَ القمر

لَا یُمکن الثناء کما کان حقّهٗ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

صحابہ کرامؓ اپنے نبی سے اپنی جانوں سے بھی زیادہ محبت کرتے تھے۔ایک مرتبہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ شام (Syria) کے سفر سے واپس آئے، وہاں انہوں نے دیکھا کہ لوگ اپنے سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں۔تو عقیدت اور محبت میں آکر انہوں نے نبی کریم ﷺ کو سجدہ کرنے کا ارادہ کیا۔

لیکن قربان جایئے! اللہ کے نبی ﷺ نے اسے فوراً رد فرما دیا۔آپ ﷺ نے صاف الفاظ میں ارشاد فرمایا: لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا ۔ اگر میں (اللہ کے سوا) کسی کو کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا، تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔(جامع الترمذي: 1159)

ایک اور روایت میں حضرت معاذؓ سے آپ ﷺ نے فرمایا: لَا تَفْعَلْ، فَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ لِبَشَرٍ أَنْ يَسْجُدَ لِبَشَرٍ. ایسا مت کرو، کیونکہ کسی بشر کے لیے یہ لائق نہیں کہ وہ کسی بشر کو سجدہ کرے۔ (السنن الکبری 9102)

میرے بھائیو! غور کیجئے! جب "سید الانبیاء"، "امام المرسلین" اور "خیر الخلائق" (مخلوقات میں سب سے بہترین) ہستی کو تعظیمی سجدہ کرنے کی اجازت نہیں ہے، حالانکہ وہ زندہ بھی تھے اور سب سے زیادہ حقدار بھی تھے، تو پھر ایک مسلمان مٹی، پتھر، دریا یا زمین کے ٹکڑے کو دیوی مان کر کیسے سجدہ کر سکتا ہے؟ کیسے اس کی پوجا کر سکتا ہے؟

جب نبی کی تعظیم سجدے تک نہیں جا سکتی، تو وطن کی تعظیم پوجا تک کیسے جا سکتی ہے؟ یہی وہ باریک لکیر ہے جسے سمجھنے کی ضرورت ہے۔“

اسی طرح ہم "مادرِ وطن" کی عزت کرتے ہیں، اس کی خدمت کرتے ہیں، لیکن ہم زمین کے اس ٹکڑے کو "معبود" یا "دیوی" کا درجہ نہیں دے سکتے۔

وندے ماترم – ایک مشرکانہ گیت (تحقیقی جائزہ)

اب سوال یہ ہے کہ مسلمان "وندے ماترم" کیوں نہیں گا سکتا؟ کیا یہ صرف ضد ہے؟ نہیں، بلکہ یہ ہمارے عقیدے کی مجبوری ہے۔

آیئے اس گیت کا علمی اور تحقیقی جائزہ لیتے ہیں جو حقائق آپ کے سامنے پیش کیے گئے دستاویزات میں بھی موجود ہیں۔

تاریخی پس منظر: یہ گیت "بنکم چندر چٹر جی" کے ناول "آنند مٹھ (Anandamath) " سے لیا گیا ہے، جو 1882 میں شائع ہوا۔ تاریخ گواہ ہے کہ یہ ناول بنیادی طور پر مسلمانوں کے خلاف نفرت اور انگریزوں کی حمایت میں لکھا گیا تھا۔

مشرکانہ عقائد: اس گیت میں ہندوستان کی سرزمین کو محض "ماں" نہیں کہا گیا، بلکہ اسے ہندو مذہب کی دیویوں "دُرگا" اور "لکشمی" کا روپ دے کر پکارا گیا ہے۔

گیت کے الفاظ پر غور کیجیے، جو اس کا مستند ترجمہ ہے: "تو ہی دُرگا ہے، دس مسلح ہاتھوں والی... تو ہی کملا (لکشمی) ہے، کنول کے پھولوں کی بہار ہے۔" (یہ ترجمہ آل انڈیا دینی تعلیمی کونسل لکھنؤ اور دیگر مستند ذرائع سے شائع شدہ ہے)۔

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے، وہ مذہب کا کفن ہے

وندنا (عبادت): گیت کا عنوان ہی "وندے ماترم" ہے، جس کا مطلب ہے "میں ماں (بطور دیوی) کی وندنا (پوجا/عبادت) کرتا ہوں۔"

قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ سجدہ اور انتہائی تعظیم صرف اللہ کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ. اور اس کی نشانیوں میں سے رات اور دن اور سورج اور چاند ہیں، تم نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو، بلکہ اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے ان کو پیدا کیا۔ (فصلت: 37)

جب ہم سورج اور چاند کو سجدہ نہیں کر سکتے جو اللہ کی عظیم مخلوق ہیں، تو ہم وطن کی مٹی کو دیوی مان کر اس کی وندنا کیسے کر سکتے ہیں؟ یہ توحید کے سراسر منافی ہے۔

ایک مسلمان کا سر صرف اس خالق کے سامنے جھکتا ہے جس نے اس وطن کو بھی پیدا کیا اور ہم سب کو بھی۔

علماء، اکابرین امت اور سکیولر لیڈران کا موقف

ہمارے اکابرین اور علماء نے آزادی سے پہلے ہی اس مسئلے کو بھانپ لیا تھا۔ یہ کوئی آج کا پیدا کردہ مسئلہ نہیں ہے۔

علامہ اقبالؒ ہوں، مولانا محمد علی جوہرؒ ہوں یا مولانا ابوالکلام آزادؒ، اور خاص طور پر جواہر لعل نہرو اور سبھاش چندر بوس جیسے سیکولر لیڈران، ان سب نے اس گیت کے متنازعہ حصوں پر اعتراض کیا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ جب قومی ترانے (National Anthem) کے انتخاب کا وقت آیا تو "جن گن من" کو منتخب کیا گیا، کیونکہ اس میں ملک کی تعریف تو ہے مگر شرک نہیں ہے۔ رابندر ناتھ ٹیگور، جنہوں نے "جن گن من" لکھا، وہ خود بھی وندے ماترم کے بت پرستانہ انداز کے نقاد تھے (جیسا کہ تاریخی حوالہ جات میں موجود ہے)۔

ہمارے لیے حکمِ شرعی بالکل واضح ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا طاعةَ لمَخلوقٍ في مَعصيةِ اللهِ. اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں ہے۔ (مسند احمد 19880، مستدرک الحاکم 5870)

یعنی اگر کوئی بھی طاقت ہمیں اللہ کے ساتھ شرک کرنے کا حکم دے گی، تو وہاں ہم انکار کریں گے، چاہے اس کے لیے ہمیں کتنی ہی تکلیف کیوں نہ اٹھانی پڑے۔

سیاست دانوں اور اربابِ اقتدار سے خطاب

اس موقع پر ہم ملک کے حکمرانوں اور سیاست دانوں سے، بہت ادب اور دردِ دل کے ساتھ کچھ گزارشات کرنا چاہتے ہیں:

جمہوریت کا پاس: ہمارا ملک ہندوستان ایک جمہوری اور سیکولر ملک ہے۔ یہاں کا آئین "دستور ہند" (Constitution of India) ہر شہری کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی آزادی دیتا ہے۔ آرٹیکل 25 اور 26 کے تحت ہمیں اپنے عقیدے کے تحفظ کا حق حاصل ہے۔ کسی بھی شہری کو ایسا کام کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا جو اس کے مذہب کی بنیادی تعلیمات کے خلاف ہو۔

عدالت کا فیصلہ: سپریم کورٹ آف انڈیا بھی یہ واضح کر چکا ہے کہ وندے ماترم گانا کسی پر زبردستی تھوپا نہیں جا سکتا۔ تو پھر اسکولوں میں، سرکاری تقریبات میں مسلمانوں کو مجبور کیوں کیا جاتا ہے؟

حب الوطنی کا امتحان نہ لیا جائے: مسلمانوں نے اس ملک کی آزادی کے لیے ہزاروں جانیں دی ہیں۔ انڈیا گیٹ پر لکھے ہوئے نام گواہ ہیں۔ ہمیں حب الوطنی کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک مسلمان جب "سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا" پڑھتا ہے تو اس کا دل واقعی دھڑکتا ہے، لیکن جب اسے کہا جائے کہ زمین کو "دُرگا دیوی" مان کر پوجو، تو اس کا ایمان اسے روک دیتا ہے۔

سیاست دانوں کو چاہیے کہ وہ ملک کے حقیقی مسائل — تعلیم، بے روزگاری، اور ترقی — پر توجہ دیں، نہ کہ ایسے جذباتی اور مذہبی مسائل چھیڑ کر ملک کے امن کو خطرے میں ڈالیں۔

وطن سے محبت کے اصل معنی (حب الوطنی کا قرآنی تصور)

یہاں میں ایک غلط فہمی کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں کہ 'وطن سے محبت' کے اصل معنی کیا ہیں؟ کیا وطن سے محبت کا مطلب صرف گیت گانا، نعرے لگانا یا زمین کو پوجنا ہے؟ نہیں! اسلام نے ہمیں حب الوطنی کا ایک بہت ہی تعمیری اور مثبت تصور دیا ہے۔

قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ذکر ہے جو انہوں نے شہر مکہ (اپنے وطن) کے لیے مانگی تھی۔ یہ دعا دراصل حب الوطنی کی بہترین تعریف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ. اور جب ابراہیم نے کہا: اے میرے رب! اس شہر کو امن والا بنا دے اور اس کے رہنے والوں کو پھلوں (رزق) سے نواز دے۔(البقرۃ:126)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سچی حب الوطنی دو چیزوں کا نام ہے:

1. **ملک میں امن و امان قائم رکھنا:** جو شخص اپنے ملک میں فساد نہیں پھیلاتا، قانون نہیں توڑتا، دنگا نہیں کرتا، وہی سچا محب وطن ہے۔
2. **ملک کی معاشی ترقی:** جو ملک کی خوشحالی، ترقی اور یہاں کے لوگوں کے روزگار کی فکر کرتا ہے، وہی محب وطن ہے۔

لہٰذا ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم 'وندے ماترم' گا کر اپنے ایمان کا سودا نہیں کر سکتے، لیکن ہم حضرت ابراہیمؑ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے بھارت کے لیے دن رات یہ دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! اس ملک کو امن کا گہوارہ بنا دے اور اس کی معیشت کو بلندی عطا فرما۔

حقیقی حب الوطنی یہ ہے کہ ہم اس ملک کے وفادار شہری بنیں، اس کی تعمیر میں حصہ لیں، نہ یہ کہ ہم ایسے مشرکانہ گیت گائیں جن سے خدا ناراض ہوتا ہو۔

خلاصہ کلام اور پیغام

میرے عزیز بھائیو اور بزرگو!

ہمیں جذباتی ہونے کے بجائے دانشمندی اور استقامت کا مظاہرہ کرنا ہے۔

ہمارا موقف دو ٹوک ہے: ہم وطن کے وفادار ہیں، غدار نہیں۔

ہم وطن کی حفاظت کے لیے جان دے سکتے ہیں، لیکن اپنے ایمان کا سودا نہیں کر سکتے۔

والدین کی مثال ہمیشہ یاد رکھیں۔ جیسے ہم ماں باپ کے پیر دبا سکتے ہیں، ان کا حکم مان سکتے ہیں مگر ان کے آگے رکوع و سجود نہیں کر سکتے، بالکل اسی طرح ہم وطن کی خدمت کریں گے، اس کی تعمیر و ترقی میں حصہ لیں گے، لیکن "وندے ماترم" کے وہ اشعار جو توحید سے ٹکراتے ہیں، زبان پر نہیں لا سکتے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں توحید پر قائم رکھے، ہمارے ملک میں امن وامان قائم فرمائے، اور ہمیں صحیح معنوں میں اپنے دین اور اپنے وطن کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.